

قیمت سالانہ سے | رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۶ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے۔ یکم مارچ ۱۹۱۸ء | نمبر ۹

گلدستہ اخبار

ماہ جنوری میں صرف پنجاب سے عنقریب ۱۳۰۰۰ رنگروٹ بھرتی ہوئے۔

صوبجات متحدہ میں سے قریباً ۶۴۰۰ بھرتی ہوئے

بلوچستان نے قریب ۴۰۰ جنگی مرد دیئے ہیں۔

ہماری سرکار نے فلسطین میں شہر ریحو فتح کر لیا ہے

امریکن جاپانی چینی سیامی اور برازیلی سفیر

اندرونہ روس سے روانہ ہو گئے ہیں

انگریزی اور فرانسیسی سفیر آخر تک روس میں رہیں گے۔

جاپان کے سفیر مقیمی روس نے کہدیا ہے کہ اگر روس و جرمنی کے درمیان صلح فی الحقیقت ہو گئی تو جاپان نہایت فیصلہ کن اور مناسب اقدام کریگا

جاپانی سفیر کے روس میں سے چلے جانے کا باعث روس کی بدامنی ہے۔

اتحادی سفارتی مشن پیٹرو گراڈ سے بہت جلد نکلجانے والی ہے۔

رومانوی وزیر مقیمی لندن رومانیہ کو روانہ ہو گیا ہے،

ترکی فوجیں رومانیہ میں پھر داخل ہو رہی ہیں۔

اقرار نامہ قرابہ ہو چکا ہے کہ روسی اور فنلنڈ کی فوجیں جزائر آلنڈ کو خالی کر دیں گی۔

کوسٹاریکا واقعہ امریکہ میں جو جرمن سازشیں ہو رہی تھیں وہ فوراً فرو کر دی گئی ہیں۔

جرمن اخبارات آئندہ جارحانہ حملے کی بابت لاف زنیاں کر رہے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ روس میں ہماری پیشقدمی سے مغربی فوجوں میں کسی قسم کی کمزوری نہیں آئی ہے۔

گذشتہ دو ماہ سے آسٹریا ہر پہلو سے بڑی تیاریاں کر رہے ہیں۔

آسٹریلیا سے مسٹر ہیوز کے ساتھ مسٹر کوک بھی انگلستان کی امپیریل کونسل میں آنیوالا ہے۔

مغربی محاذ پر امریکن فوجیں مقامی فتوحات کر رہی ہیں۔

آورھ سے فنڈ میں ۲۲ فروری تک ۶۰۴۵۰۰ روپیہ پہونچ چکا ہے۔

جرمن پارلیمنٹ نے اکرینی صلح کی تصدیق کر دی ہے۔

آسٹریا ہنگری نے روس کے خلاف جرمن فوجی ارتکاب میں حصہ لینے سے انکار کر دیا ہے۔

جرمنی مشرقی افریقہ سے تمام جرمنوں کو بالکل نکالدینے کا حال ہی میں بہت جلد انتظام ہو جائیگا۔

ہماری سرکار نے گذشتہ سال ۶۸ بھاری یا وزنی بھاری توپیں، ۳۴۴ میدانی توپیں، ۱۰۰ خندقی توپیں اور قریباً ۳ ہزار گلدار توپیں دشمن سے لے لیں

انگلستان میں موسم گرما ۲۳ مارچ کو شروع اور ۲۹ اگست کو ختم ہوگا

تار برقیات

میدان فلسطین

لندن ۲۵ فروری۔ ایکسپریس کا نامہ نگار جو فلسطین میں برٹش آرمی کے ساتھ ہے ۲۳ فروری پر تار دیتا ہوا کہتا ہے کہ نومبر سے لیکر آجتک لڑائی میں جو وقفہ وسا التوا رہا ہے اُس کا خاص سبب موسم کی سردی اور بارش۔ آمد و رفت کے طویل خط کو مضبوط کرنے کی ضرورت تھی۔ مگر اب یہ التوا جاتا رہا ہے اور جنگ ہونے لگی جس میں خاصی کامیابیاں ہو رہی ہیں۔

بڑے دن کے بعد جو لڑائی ہوئی اُس سے ہمارا قبضہ یروشلم کی خاص خاص بلندیوں پر ہو گیا جو اس سڑک کے سامنے ہیں جو یریحو کو جاتی ہے۔ ترکوں کی کچھ فوج یریحو کے مغرب میں موجود تھی۔ اور اگر وہ کافی طور پر مضبوط اور طاقتور ہوتیں تو وہ بیت اللحم اور بحر مردار کے درمیان کامیاب ہوتے اور جبرون کی سڑک تک پہونچ جاتے۔ یروشلم اور یریحو کے درمیان اکثر علاقہ خشک اور شکستہ اور پہاڑی ہے۔ مگر یردن سے سات میل ورے تک اچھا ہے۔ جہاں کی سطح بظاہر ہموار ہے تو بھی اُس میں بہت سے اونچے اونچے اور تنگ نالے اور گھاٹیاں ہیں۔ ترکی یروشلم سے ۶ میل مشرق کی طرف سڑک کے دونوں جانب ایک لمبے خط پر قابض رہے اور اُن کی پناہ اکثر پتھروں کے ڈھیر اور کبھی کبھی مسطح خندقیں رہی ہیں جن میں بہت سی مشینین توپیں مہیا تھیں۔

یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ہم ترکوں کو یردن سے پرے بھگا دیں تاکہ ہمارا دہنا پہلو بالکل محفوظ رہے ۱۴ فروری کو برٹش فوجوں نے پیشقدمی کی جس میں اُن کو سخت مقابلہ کا سامنا کرنا پڑا۔ اور شام قریب ایک سو گز کے زیادہ آگے ہو گیا۔ ۱۹ فروری کی صبح کے وقت آئرش فوج اور لندنی فوج نے ایک وسیع محاذ پر حملہ کیا۔ یریحو سڑک کے شمال اور جنوب میں جبکہ آسٹریلیائی رسالہ خفیف نے جنوب کی طرف سے گھوم کر حملہ کیا۔ دشمن نے ہماری پیشقدمی کا سرگرمی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور اپنے مورچے پر جمے رہے۔ انگریزی فوجیں باوجود دشوار گذار زمین اور خراب موسم کے آگے بڑھیں اور اپنے تمام مقاصد پر فائز ہو گئیں۔

یہ پیشقدمی ۲۰ فروری کو پھر شروع ہوئی اور انگریزوں نے مستقل شجاعت کے ساتھ جنگ کر کے دشمن کو اُس کے مورچوں سے نکال دیا۔ اور شام ہوتے ہوتے دس میل کے محاذ پر ۲ ہزار گز آگے بڑھ گئے۔ رسالہ کو خاص کر بڑی سختی کا مقابلہ کرنا پڑا اور صرف چند جگہوں میں ایک ہی قطار میں اُس کو چلنا پڑا دشمن نے کل یریحو خالی کر دیا اور آج ہم وہاں داخل ہو گئے۔ اس ترکی شکست سے ہم نہ صرف دریائے یردن اور بحر مردار تک ہی پہونچنے کے قابل ہو گئے۔ بلکہ شاہ حجاز کو بیش قیمت مدد دینے کے بھی قابل ہو گئے۔ جو شمال کی جانب بڑھ رہا ہے

برطانیہ عظمیٰ اور فارس

لندن ۲۳ فروری۔ لارڈ لیمنگٹن نے فارس سوسائٹی کے ایک جلسہ میں صدر نشین ہو کر کہا کہ برٹش گورنمنٹ نہایت دیانتداری سے برعکس طریق اختیار کر رہی ہے کہ فارس کو مس نہ کرے۔ جرمنوں نے فارس میں بڑی خطرناک کوششیں کی ہیں تاکہ نہ صرف ہمارے فوائد ہی میں خلل اندازی کریں بلکہ ہماری ہندوستانی حکومت میں بھی خلل ڈالدے۔ فارس سوسائٹی نے اس برٹش اعلان کا خیر مقدم کیا کہ فارس کی غیر جانبداری کو محفوظ رکھا اور اُس کی پوری آزادگی کو بحال رکھا۔

فارسی وزیر نے اس مدت مدید سے قائم دوستی اور ہمدردی کا ذکر کیا جو برطانیہ اور فارس کے درمیان ہے جس میں قدرے تحریک کی ضرورت تھی۔ توقع کی جاتی ہے کہ فارس میں اور دنیا ہی لندن میں لٹریچر سوسائٹی کی ایک شاخ بہت جلد قائم کیجائے۔

آنیوالی جنگ

لندن ۲۶ فروری۔ رائٹر کا کارسپانڈنٹ مقیم فرانسیسی صدر مقامات سے ۲۵ فروری کو تار دیتا ہوا کہتا ہے کہ جوں جوں موسم ترقی کرتا جاتا ہے اور متوقع جرمن جارحانہ حملہ کا سایہ بڑھتا جاتا ہے توں توں یہ معلوم کر کے اطمینان بڑھتا جاتا ہے کہ فرانسیسی فوجیں اپنے طویل خط کے ہر قطعہ دائرہ میں اُس زد کے مقابلے کے لئے تیار ہیں جو کسی وقت پڑیگی۔ فرانسیسی محاذ کے پیچھے اور ایسا ہی برٹش محاذ کے پیچھے موسم سرما ایک بڑا سرگرمی کا زمانہ رہا ہے۔





ایڈیٹوریل نوٹس

مسیحیت کے فوق الفطرت عناصر

دُنیا نے مسیحی مذہب کی مخالفت میں ہمیشہ فوق الفطرت امور سے پہلوتہی کیا اور اُن انکار کیا ہے مثلاً جدید مسئلہ ارتقا عقل پرستی اور طبعیات کا یہی شیوہ رہا ہے۔ مگر جاننا چاہیے کہ مسیحی مذہب اپنے ماخذ اپنے مکاشفہ اور اپنے بڑے بڑے تاریخی حقایق میں جن پر اُس کی بُنیاد قایم ہے۔ اور روح القدس کی فوق الفطرت طاقت کے ذریعہ دُنیا میں پھیل جانے کے بارے میں بالکل فوق الفطرت ہے۔ بعضوں کا یقین ہے کہ وہ مسیحی مذہب کے اخلاق کو تو قبول اور استعمال کر سکتے ہیں۔ مگر اُس کی مذہبی تعلیم کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ اگر درخت کی جڑ اور تنہ ہی برباد کر دیا جائے تو کس طرح اُس میں شاخیں پتّے پھول وپھل آسکتے ہیں۔ مسیحی اخلاق کی بنیاد اُس کی تعلیمات پر ہے اور تعلیمات کی بنا تاریخی حقایق پر پس اگر تاریخی حقیقتوں اور اُس پر کی مبنی تعلیموں ہی سے انکار کر دیا جائے تو کس طرح مسیحی اخلاقی تعلیم پر عملدرآمد کیا جاسکتا ہے چنانچہ اس طرزعمل کی زندہ مثال جرمن فیلسوف نِٹشے کے فلسفہ میں پائی جاتی ہے۔ جس میں مسیحی مذہب کی تاریخی باتوں اور تعلیمات سے انکار کیا گیا ہے۔ اور اس فلسفہ کے جو نتایج ظہور میں آچکے اور آرہے ہیں وہ بھی ظاہر ہیں۔ جب تک فوق الفطرت اور پر ایمان نہو تب تک کوئی حقیقی اور سچا اخلاق بن نہیں ہوسکتا۔ ہم مسیح کی فوق الفطرت پیدائش۔ فوق الفطرت شخصیت۔ خدا انسان کے کفارہ ہوجانے کے فوق الفطرت عمل۔ اُس کے فوق الفطرت معجزات۔ روح پاک کے ذریعہ سے انسان کے دل کے بدل جانے اور ازسرنو پیدا ہونے۔ سچے مسیحیوں کے درمیان روح القدس کے فوق الفطرت طور پر بسنے پر ایمان اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص ان فوق الفطرت امور سے انکار کرے اور اُن پر اپنا ایمان قائم نہ کرے تو کس طرح مسیحی اخلاق سے مستفیض اور مستفید ہوسکتا ہے۔

مسیحی اطمینان کی قدر و منزلت

مسیحی مذہب ہی ایک ایسا مذہب دُنیا میں ہے جس میں اسی دُنیا کے اندر ایمان داروں کے لئے تسلی اور تسلی دینے والے کا وعدہ ہوا ہے۔ اور جس وعدہ کو ہر ایک مسیحی اپنے اندر ذاتی روحانی تجربہ سے محسوس اور معلوم کرتا رہتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ انجیل جلیل میں کہیں بھی یہ وعدہ نہیں کیا گیا ہے۔ کہ مسیحی ابتلاؤں یا بلیات یا دوالم سے محفوظ اور مامون رہیں گے کیونکہ امتحان اور مصائب تو مسیحی کی پختگی اور کمالیت اور روحانی ترقی کے خاص وسائل ہیں۔ مگر یہ وعدہ ضرور ہے کہ اُن ہی مصائب اور ابتلاء میں اُن کو اُن کے برداشت کرنے اور ایمان میں قائم رہنے کی تقویت اور کام میں سرگرم ہونے کی دلیری اور شجاعت حاصل ہوگی۔ وہ ایمان امید اور محبت میں ترقی کرینگے۔ خدا کے زیادہ نزدیک ہوجائینگے اُن کا غم خوشی سے بدل جائے گا۔ وہ ایک دوسرے کو دلیری اور قوت پہونچائیں گے "تم فضل ہی سے ایمان کے وسیلے بچ گئے ہو"۔ اور ایسا ہی فضل ہی سے ایمان کے وسیلے سے تم اپنے آپ میں اطمینان رکھتے ہو۔ "جیسا تمہارا ایمان ہے ویسا ہی تمہارے لئے ہو" یہ الٰہی قانون ہے۔ جنکا ایمان کم ہے اُن کے اندر اطمینان بھی کم ہے۔ وہ بالعکس۔ وہ مصائب اور بلاؤں اور امتحانوں سے بری نہیں ہوجاتے۔ بلکہ اُن کے اندر ہی رہتے ہوئے اپنے اندر سے اُن سے پورا اطمینان پاتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اُن کی حالت خواہ کیسی ہی خطرات اور مخالفتوں سے محصور کیوں نہ ہو تو بھی ساری چیزیں مل کر اُن کو جو خدا سے محبت رکھتے ہیں فائدہ پہونچاتی ہیں۔ "میرا فضل تیرے لئے کافی ہے"۔ یہ خداوند کا اطمینان وعدہ ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے اپنے بندوں سے ایک تسلی دینے والا بھیجنے کا وعدہ کیا اور بھیج بھی دیا جو اُن کے درمیان رہتا اور تسلی دیتا ہے۔ "دُنیا اُس کو نہیں جانتی" "یعنی سچائی کا روح جسے دُنیا حاصل نہیں کرسکتی۔ کیونکہ نہ اُسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے تم اُسے جانتے ہو۔ کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا" (یوحنا ۱۴: ۱۶ سے ۱۸) بھلا دُنیا کے کس مذہب کے ہادی نے ایسے تسلی آمیز اور اطمینان خیز وعدے کئے ہیں؟ اور کس مذہب کے پیرووں کے دل میں اور تجربہ میں ایسا باثمر اطمینان موجود ہے؟

علم الٰہی یا عرفان الٰہی

ہم دیکھ رہے ہیں کہ دُنیا میں جس قدر آج علم موجود ہے۔ دنیا قبل ازیں کبھی نہ تھا۔ انسان کو آسمان اور زمین اور سمندر اور فطرت کی بڑی بڑی طاقتوں اور قوانین کا جیسا علم آج ہے۔ دنیا پیشتر کبھی حاصل نہ

تھا جس قدر زیادہ اور مختلف علوم کے اُستاد مدرسے کالج یونیورسٹیاں کتابیں اور رسالجات وغیرہ آج دنیا کو میسر ہیں اسقدر کبھی اُسکو میسر نہ تھے۔ مگر جیسا کہ دُنیا آج بے دینی اور ضلالت اور دُکھ میں مبتلا ہے شاید اس سے بیشتر کبھی نہ ہوئی تھی۔ جو دُکھ اور تکالیف اور درد و غم آج دنیا اس عالمگیر جنگ کے سبب سے جس میں دنیاوی علوم کا کمال نظر آرہا ہے محسوس اور معلوم کر رہی ہے اُس کا بیان اور خیال کرنا ہماری زبان اور ذہن کے حیز امکان سے باہر ہے۔ ہم آج اسبات کا احساس اور معائنہ کر رہے ہیں کہ دنیاوی علوم نے دنیا پر جو غضب ڈھا رکھا ہے اُس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ دنیاوی علوم نے شکست فاش کھائی ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ دنیا میں پورا امن اور اطمینان اور خوشی اُسی وقت ہوگی جب "جس طرح پانی سے سمندر بھرا ہوا ہے اُسی طرح زمین خداوند کے عرفان سے معمور ہوگی"۔ (یسعیاہ ۱۱: ۹) اور "جس طرح پانی سے سمندر بھرا ہوا ہے اُسی طرح زمین خداوند کے جلال کی شناسائی سے معمور ہوگی"۔ (حبقوق ۲: ۱۴)

دنیا کی سب سے بڑی ضرورت عرفان آلہی کی ہے۔ یہ زمانہ سائنس کا زمانہ ہے۔ تجارت کا زمانہ ہے مگر عرفان آلہی کا زمانہ نہیں ہے۔ زمین پر مختلف اقسام کے علوم کی کثرت اور عروج ہے۔ مگر عرفان آلہی بہت ہی درجہ کم ہے۔ دنیا کو اسبات کی ضرورت ہے کہ وہ خدا کی طرف رجوع کرے۔ سنجیدگی سے خداوند کی تلاش کرے اور خدا سے واقفیت حاصل کرے اور اسکے ساتھ میل کرے۔

عرفان آلہی کی قسمیں۔ جب ہم اُن وسائل اور علوم پر غور کرتے ہیں۔ جن کے ذریعہ خدا کی ہستی اور صفات کا علم ہم کو حاصل ہو سکتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ عرفان آلہی کی بھی اتنی ہی قسمیں ہو سکتی ہیں جتنی قسم کے علوم کے ذریعہ وہ حاصل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ایک قسم عرفان آلہی کی منطقانہ ہے جس کے ضمن میں خدا کی ہستی کے بارے میں استدلال کیا جاتا اور اُس سے خدا کا ایک حد تک علم حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر یہ منطقانہ عرفان آلہی خدا کے ساتھ حقیقی رفاقت اور نجات کی بنا اور وسیلہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اس سے ضمیر انسانی اور دلی خواہش مطمئن ہو سکتی ہے۔ پھر مابعد الطبعی عرفان آلہی بھی ہے جس میں خدا کی ہستی اور ذات کی اصلیت کو سمجھنے پر بحث کیجاتی ہے۔ یہ عرفان آلہی بھی انسانی تسلی اور خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ پھر ایسا عرفان آلہی بھی ہے جو تھیالوجی (علم آلہیات) سے ملتا ہے۔ اس میں مسلسل نظامی طور پر خدا کی بابت تمام حقیقتوں کی تحقیقات کی جاتی ہے۔ اور پھر سائنسی عرفان آلہی بھی ہے۔ خلقت کے تمام کاموں اور دستکاریوں کے ذریعہ سے خدا کو پہچاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان اور اسی قسم کے دیگر تمام قسموں کے عرفان آلہی اپنی اپنی جگہ بے شک مفید اور ضروری اور دلکش ہیں۔ مگر جس قسم کے عرفان آلہی کی دُنیا کو ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ انسان شخصی طور پر خدا کا علم حاصل کرے۔ یعنی خدا کے ساتھ انسان کا ایسا تعارف اور نزدیکی تعلق پیدا ہو جائے جیسے کسی دوست اور نہایت نزدیکی دوست بلکہ بھائی کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ کوئی ضروری امر نہیں ہے کہ ہم خدا کی بابت بہت کچھ معلوم کر لیں۔ بلکہ یہ کہ ہم خود خدا کو جان لیں۔ بغیر ایسے عرفان آلہی کے کوئی شخص عارف نہیں بن سکتا۔ خداوند مسیح نے فرمایا ہے کہ "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدای واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں"۔ خدا کو جاننا ایک بات ہے اور اُس کی رفاقت کا احساس اور علم دوسری بات ہے جو اول الذکر سے بہت ہی متفرق اور ارفع اور افضل ہے۔

ہم کس طرح خدا کو جانیں؟ عرفان آلہی کی تحصیل میں یہ ایک لازمی سوال ہے کہ ہم خدا سے کس طرح تعارف حاصل کر سکتے ہیں۔ جبکہ وہ ہمارے حواس خمسہ سے محسوس اور معلوم نہیں ہو سکتا؟ یہ سچ ہے کہ خدا کی "اَن دیکھی صفتیں یعنی اُس کی ازلی قدرت اور الوہیت دُنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں۔ یہاں تک کہ اُن کو کچھ عذر باقی نہیں"۔ خدا کی بزرگی دانائی قدرت اور ہنرمندی اس مادی عالم میں بخوبی ظاہر اور عیاں ہیں۔ بلکہ وہ انسان کی روح میں بھی ظاہر ہے اور اُس کو معلوم ہے مگر یہ علم کافی نہیں ہے۔ سب سے پہلا اور بڑا ذریعہ عرفان آلہی کا کلام آلہی ہے۔ یعنی یسوع مسیح۔ فلپس نے اس سے کہا اے خداوند باپ کو ہمیں دکھا۔ یہی ہمیں کافی ہے۔ یسوع نے اس سے کہا اے فلپس میں اتنی مدت سے تمہارے ساتھ ہوں۔ کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا"۔ اسی کلام مجسم کو اور اُس کے خواص کو جان کر پہچان کر اور اُس کے ساتھ رفاقت رکھ کر ہم خدا کو جان اور پہچان اور اُس کے ساتھ رفاقت رکھ سکتے ہیں کیونکہ خداوند مسیح نے فرمایا ہے کہ "میں اور باپ ایک ہیں"۔ اور جس طرح باپ اور بیٹا ایک ہیں اُسی طرح

بیٹے نے دعا مانگی کہ ہم بھی اُن کی طرح ایک ہو جائیں۔ وہ سب ایک ہوں یعنی جس طرح اے باپ تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ایک ہوں"۔ اور یہ عرفان ہمیں انجیل شریف سے ملتا ہے جس میں اس کلام مجسم کا پورا ذکر نہایت خوبی اور وضاحت سے مذکور ہوا ہے۔ اُسی کلام مجسم کی خوبصورتی اور لطافت کے ذریعہ سے ہم خدا کی محبت۔ رحمت اور امداد کا جو وہ ہمیں دیتا ہے علم حاصل کر کے اس سے مستفید اور مسرور اور زندہ رہ سکتے ہیں۔

ایک کہانی} ملک یونان میں ایک مشہور شہر ہے۔ جس کا نام بیتھنے ہے۔ روایت ہے کہ اس شہر کے باہر ایک چٹان تھی۔ جس کی شکل انسانی چہرہ کی مانند تھی۔ اس چٹان کی بابت کسی شخص نے یہ پیشینگوئی کی تھی کہ جب اس شکل کا آدمی پیدا ہوگا تو وہ اپنی قوم کو دشمنوں سے رہائی دے گا۔

کئی برس کے بعد کسی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا۔ جب یہ کچھ بڑا ہو گیا تو اُس کے ماں باپ نے بھی اُس کو یہ کہانی بتائی۔ یہ سُن کر لڑکے کے دل میں اُس شخص کے ملنے کی بڑی خواہش اور محبت ہو گئی۔ اور اسی لئے وہ اُس صورت کو جو چٹان پر بنی ہوئی تھی دیکھنے کے لئے بڑے شوق سے جایا کرتا تھا۔ یوں اُس کی محبت دن بدن اور زیادہ بڑھتی گئی۔ اور اُس صورت سے اُسے اس قدر اُنس پیدا ہو گیا کہ سارا سارا دن وہ اس صورت کو تاکنے میں گذار دیا کرتا تھا۔ آخر کار شہر کے لوگوں نے معلوم کر لیا کہ اُس کی شکل بالکل ویسی ہی ہو گئی ہے۔ جیسی کہ چٹان پر تھی۔ لوگوں نے یہ دیکھ کر اُس کو اپنا حاکم بنا لیا۔ اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد انہوں نے دشمن سے خلاصی پائی۔

کاش! ہم میں سے بھی بہت سے بہن اور بھائی ایسے نکلیں جو کہ بجائے دن رات دنیاوی علوم کے حاصل کرنے والے نہیں۔ بلکہ دن رات خداوند مسیح کو تاکنے والے ہوں۔ تاکہ اُن کی بھی صورتیں خداوند یسوع مسیح کی صورت جیسی ہو جائے تب ہماری کلیسیاؤں کی حالت بہت بہتر ہو جائیگی۔ دنیاوی علوم روحانی ترقی میں مدد دے نہیں سکتے بیشک خداوند کا آنا جلد ہے۔ اور پیارا خداوند اپنے خادموں کو اپنا ہی انتظار کرتے ہوئے پائے۔ آمین +

مشن کے کام سے تعلیم یافتہ مسیحی کیوں پہلو تہی کرتے ہیں} یہ سوال ایسا اہم اور غور طلب ہے کہ ہم اس کو فروگذاشت نہیں کر سکتے مسیحی کام میں خصوصاً منادی کے کام کے متعلق تعلیم یافتہ ہندوستانی مسیحیوں کی بڑی ضرورت ہے لیکن جس قدر ضرورت ہے اسی قدر وہ اس سے اجتناب کرتے اور دُور بھاگتے ہیں۔ اس کے متعلق ہم اپنے معزز معاصر کوکب ہند کے ایک دو نوٹوں کو ذیل میں اقتباس کرتے ہیں۔

میرے دل میں یہ خیال زور مار رہا ہے کہ ان دنوں مشن کی ملازمت سے خاصکر اس سے جو واعظ کے کام سے تعلق رکھتی ہے تعلیم یافتہ لوگ کیوں دُور بھاگتے ہیں۔ اور اکثر جگہوں میں لوگ اس کے خلاف نظر آتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض جو اس خدمت میں برسوں سے مشغول ہیں اوروں کو نہایت تاکید اور سنجیدگی کے ساتھ صلاح دیتے ہیں کہ اس سے دُور رہیں۔ مشن کی ملازمت میں تعلیم یافتہ لوگوں کا شمار ان دنوں بہت ہی کم ہے۔ ولایتی صاحبان میں سے بعض اس کا قصور نوجوانوں پر دھرتے ہیں۔ اور نوجوان کہتے ہیں کہ مشنری صاحبان کیوجہ سے اس کام میں ہاتھ نہیں لگاتے۔ اور بہت سی وجوہات پیش کی جاتی ہیں۔ بعض تو یہاں تک کہتے ہیں کہ باہر کے ہم کو تیس روپئے منظور ہیں لیکن مشن کے سو منظور نہیں ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ باوجود کل اپیلوں کے تعلیم یافتہ لوگوں کا شمار مشن کی ملازمت میں نہایت ہی تھوڑا ہے۔ میرا مطلب مدرسوں اور کالجوں کے مسیحی استادوں سے نہیں ہے۔ اگرچہ اُن کا شمار بھی بہت نہیں ہے۔

اس راہ میں روکاوٹیں} آگے چلکر معزز معاصر یوں رقمطراز ہے۔ کہ میری دانست میں یہ ایک بھاری بات ہے جس کی نسبت غور کرنا اور حتی الامکان مناسب طور پر دقتوں اور روکاوٹوں کو دور کرنا ہادیان دین کا فرض منصبی ہے۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ایک لحاظ سے ہے تو مشکل۔ اگر وہ اس خدمت میں آجائیں اگر منتظمان اُن کو ان کی لیاقت اور تجربے کے بموجب چند خاص حقوق عطا کریں تو اندیشہ ہے کہ انہیں کے ہمخدمت بھائیوں کے درمیان اس کی وجہ سے کچھ بے چینی یا کڑ کڑاہٹ ہو۔ لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ حالت شاذونادر وقوع میں آتی ہے۔ اور شاذ حکم عدم کا رکھتا ہے۔

نور افشاں) میں نے سنا ہے کہ انگلستان کی کلیسیا جب دیسی لڑکے کو چننے کا انتظام

کرہی تھی اور ایک شخص نامزد بھی ہو گیا تو زیادہ تر مخالف اُسی کے ہم قوم لوگ تھے۔ برعکس اس کے تعلیم یافتہ لوگ کارگذار بعض موقعوں پر بعض ولایتی صاحبان سے دھکا کھاتے ہیں۔ جب سلوک کے اعتبار سے سب دھان بائیس پسیری کے مسئلہ پر عمل کیا جاتا ہے۔ اندیشہ یہ ہے کہ بعض اس خیال سے اُن لوگوں کو مشکل سے آگے بڑھنے دیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی تعلیم وغیرہ کی وجہ سے ہماری برابری کرنے لگیں۔ تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے اندیشہ ہے کہ وہ ہمچنیں دیگرے نیست کے مسئلہ پر عمل کرکے اپنے حقوق پر زیادہ زور دیں۔ (لیکن حقوق پر زور دینے پر ہمچنیں دیگرے نیست کی مثال صادق نہیں آتی یہ دونوں باتیں متباین ہیں۔ نورافشاں) ہے یہ مسئلہ مشکل۔ لیکن کیا اس کا حل ہونا زیادہ تر پادریان دین اور بالخصوص ولایتی بزرگوں پر موقوف ہے بعضوں کی نسبت میں نے یہ سُنا ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ تعلیم یافتہ لوگ اس خدمت میں آویں۔ اُن کا دعوےٰ یہ ہے کہ جو کارگذار ان کے پاس ہیں اور معمولی تنخواہ پاتے ہیں تعلیم یافتہ لوگوں کی طرح عمدہ یا اُن سے بہتر کام کرسکتے ہیں ہم بڑی تنخواہوں کے لئے روپیہ کہاں سے لائیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ مجھے اس قسم کی باتیں سنکر سخت رنج و افسوس ہوتا ہے کیونکہ میری رائے میں ایسے لوگوں سے نوجوانوں کو ٹھوکر کھانے کا اندیشہ ہے۔ اس سے اُن کو یہ بھی خیال ہو سکتا ہے کہ ہماری ضرورت نہیں۔ اور اگر کوئی ابھی بلاوے محسوس بھی کرے تو شاید اس وجہ سے وہ اُسکو دبائے۔ اگر یہ خیال ہے کہ تعلیم یافتہ لوگوں کے آنے سے دیگر درجہ کے کارگذاروں کی کمقدری ہے تو تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے پکار کیوں ہوتی ہے؟ کیا یہ معاملہ ہر ایک شخص کی ذاتی رائے اور خیال پر منحصر ہے؟ کیا ہماری کلیسیا کے لئے اس خاص اور دیگر اور باتوں کی نسبت متحد کوشش کرنا زیادہ بہتر اور مفید نہ ہوگا؟

ایک دو غور طلب امور

مذکورہ بالا ضرورت اور مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے دل میں یہ دو سوالات طبعاً پیدا ہوتے ہیں کہ مال کی مختاری کس کی ہے؟ آیا صرف ولایتی صاحبان کی یا ہندوستانی مسیحیوں کی بھی؟ ہمارا رشتہ ولایتی مشنری صاحبان سے کیا ہے؟ کیا وہ رشتہ مالک اور مختاری کا ہے یا محض ملازمت کا؟ پہلی صورت میں اگر مال کی مختاری اور مالکیت میں ولایتی اور ہندوستانی دونوں مساوی اور مشترک ہیں تو جو حقوق ولایتیوں کے ہیں وہی ہندوستانی مسیحیوں کے۔ دوسری صورت میں اور اگر اُن کا اور ہمارا رشتہ محض مالک اور ملازمت کا ہے تو شکایت بیجا اور گلہ بے فائدہ۔ ہم ملازم ہونے کی حیثیت میں ہو کر مالک کے مال پر کچھ حق اور دعوے نہیں رکھتے۔ ہاں جس قاعدہ پر تنخواہوں کا معیار مقرر کیا گیا ہے اُسی پر اکتفا کرکے اپنا مفوضہ کام دیانتداری اور محنت سے کرنا ہمارا فرض ہے۔ جس قاعدہ اور قانون کے اندر کوئی کارندہ رکھا گیا ہے اُس کے حقوق مانگنا کوئی بیجا کام نہیں ہے۔ اور اپنی محنت سے اوپر کے درجہ میں ترقی کرنے کی کوشش میں ممانعت بھی نہیں ہے ہر ایک آدمی ہر ایک . . . محکمہ میں ترقی کرتا کرتا کہیں کا کہیں پہنچ نکلتا ہے۔ اگر مال دوسرے کا ہے اور ہمارا تعلق مالک سے صرف ملازمت ہی کا ہے تو دوسرے کے مال پر خاوندی جتانا ہماری دانست میں فضول ہے۔ پولیٹیکل طور پر اگر ہندوستانی لوگ سرکاری آمدنی پر اپنا حق جتاتے ہیں تو ایک حد تک درست بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ سرکار کی آمدنی ہندوستانیوں ہی کی کمائی سے ہوتی ہے۔ اور سرکار نے ہندوستانیوں کو بڑے بڑے حقوق بھی دیئے ہیں اور آئندہ مزید مراعات کی بڑی بھاری توقع بھی ہے۔ سرکار نے ہندوستان کے لئے بہت کچھ کیا بھی ہے۔ اور کر رہی ہے اور آئندہ بھی کرے گی۔ لیکن مشن کا پیسہ باہر سے آتا ہے ہمارا اُس میں کچھ بھی حصہ نہیں۔ سرکار ہمارا ہی پیسہ ہمیں دیتی ہے۔ مگر مشن اپنا پیسہ ہمیں دیتی ہے اُس کام کے عوض میں جو ہمیں سپرد کیا گیا ہے۔ اور جو ہم کرتے ہیں۔ مزدور مزدوری کا حقدار ہے نہ کہ مال کا۔ آخر تعلیم یافتہ ہندوستانی مسیحی مال کے مالک اور مالک کے مساوی بننا چاہتے ہیں تو یہ درست نہیں لیکن اگر ملازم کی حیثیت سے رہنا چاہتے ہیں تو دروازہ کھلا ہے۔ تنخواہوں کا معیار مقرر ہے۔ اپنے درجہ کے مطابق اُن کو حقوق مل سکتے ہیں اور ملتے بھی ہیں۔ قانون میں شکایت کی گنجائش نہیں۔ اور اگر برے سلوک کی شکایت ہے تو وہ ہمارے ہی ہندوستانی بھائیوں کی ترغیب اور تحریک سے ہی ہوا کرتا ہے اسمیں ولایتی صاحبان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اگر ہمارے ہندوستانی بھائی اپنے ہندوستانی بھائیوں کی مخالفت مشنری صاحبان کے سامنے نہ کریں تو وہ کب ہماری مخالفت کرنے لگے ہیں۔ جیسا وہ سنتے ہیں ویسا کرتے ہیں نہ ہندوستانی ہندوستانیوں کی شکائتیں کریں نہ ولایتی مشنری صاحبان ویسا سلوک کریں۔ وہ بیچارے مجبور ہیں۔ کیا کریں؟

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ دار نہیں ہے۔

نورافشاں

یہ امر مسلم ہے کہ نہ صرف نورافشاں بلکہ دیگر مسیحی اخباروں کی بھی ہمارے ملک کو ضرورت ہے۔ اور گو مسیحی اس ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں۔ پھر عملی طور پر اس ضرورت کو رفع کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور ثبوت اس کا یہ ہے کہ کبھی کوئی اخبار جاری ہوتا ہے تو اُس کی مالی طور پر مدد نہیں کرتے۔ اور نہ اُس میں اپنی علمی لیاقت کا سرمایہ خرچ کرتے ہیں۔ لیکن نورافشاں مشن کی عنایت سے سال ہا سال سے اس خدمت کو ہمارے ملک میں انجام دیتا چلا آتا ہے۔ مگر باوجود نورافشاں کی اس دیرینہ خدمت کی انجام دہی اور ضرورت کو رفع کرنے کے لئے بھی بعض صاحبان کی یہ شکایت ہے کہ نورافشاں جیسا چاہیئے ضرورت کو پورا نہیں کر رہا ہے۔ ہم اس اعتراض کو کسی درجہ تک ماننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر ہم معترضوں سے باادب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس میں نورافشاں کا ہی محض قصور ہے یا مسیحیوں کا بھی۔ لفظ نورافشاں سے راقم کی نگاہ میں محض ایڈیٹر نورافشاں ہی مراد نہیں ہے۔ بلکہ وہ تمام جماعت جس کی ذمہ داری سے یہ اخبار اب تک جاری ہے۔ کیونکہ راقم کے نزدیک ایڈیٹر حتی الامکان اپنے فرض منصبی کو بہت کوشش و محنت سے ادا کر رہے ہیں۔ اور روز بروز اُن کے مضامین ایڈیٹوریل دلچسپ ہوتے جاتے ہیں۔ علاوہ بریں قریباً نصف اخبار ایڈیٹر کی قلم سے نکلتا اور ایڈیٹ کیا جاتا ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایڈیٹر اس میں محنت و جانفشانی کو کام میں لاتے ہیں۔ مگر بڑی کمی تو یہ ہے کہ ہمارے مسیحی بھائی اپنے خداداد لیاقت کو کام میں نہیں لاتے۔ اور اپنے علمی سرمایہ کو خدا کے جلال کے لئے نورافشاں کے ذریعہ سے صرف نہیں کرتے ہیں۔ پس معترضوں کی شکایت نورافشاں کی نسبت حق بجانب نہیں ہے۔ کیونکہ عموماً اخبار کا زبردست اور قابل ہونا اُس کے نامہ نگاروں پر موقوف ہے۔ پھر نورافشاں کے نامہ نگار قریباً آدھی درجن ہوں گے۔ اُن میں سے ہمارے ایک عزیز اور پرانے نامہ نگار مسٹر واعظ عرصہ سے بیمار ہیں۔ خدا اُن کو جلد صحت عطا کرے۔ کیونکہ اُن کے مضامین عموماً ناظرین نورافشاں بڑے شوق سے پڑھا کرتے ہیں۔ پس چاہیئے کہ معترض نورافشاں کی شکایت کرنے کے بجائے اگر اپنے بجا و بےجا گلہ کیا کریں تو زیادہ درست ہوگا۔ ہمارے پاس مسیحیت کی خوبیوں کے اظہار کرنے اور غیر مسیحیوں کے اعتراضوں کا جواب دینے کے لئے صرف یو۔پی اور پنجاب میں صرف ایک ہی اردو اخبار ہے۔ گو کبھی کبھی دو ایک اخبار جاری ہوئے اور اب بھی ایک پنجاب میں اور دوسرا یوپی میں جاری ہوئے ہیں۔ مگر اُن کی زندگی کا شروع ہمیں بتا رہا ہے کہ اُن کی عمر دراز ہونے کی کم امید نظر آتی ہے۔ تو کیا اب دو کروڑ لائق مسیحیوں میں سے ایک اخبار نورافشاں کو بھی اس قابل نہیں بنا سکتے کہ وہ اپنے مقصد کو پورا کر سکے۔ اگرچہ یہ اخبار مشن کی طرف سے جاری ہے مگر جہاں تک معلوم ہوا ہے مشن نے اُس کو اپنے نفع کے لئے جاری نہیں کیا ہے اور نہ اب تک کوئی مالی نفع اس سے اُٹھایا ہے۔ ہاں کبھی کبھی اس سے مالی نقصان تو اُٹھایا ہے۔ مگر پھر بھی خداوند کے جلال کے لئے مشن نے اس کو بند نہیں کیا ہے۔ کیونکہ اس کی اشاعت سے مشن کا مقصود یہ ہے کہ مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کو خصوصاً فائدہ پہونچا وے۔ تو کیا ایسے اخبار کو جسکا نقصان اُٹھانا ہمارے اوپر بار نہیں ہے۔ اُس کی اشاعت میں ہم مسیحی بھی مشن کا ہاتھ بٹا دیں۔ اور مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کو فائدہ پہونچانے میں حتی الامکان کوشش کریں کہ یہ زیادہ مفید بن جاوے۔ میرے خیال میں اگر ہمارے مسیحی بھائی جنکو خدا نے لیاقت عطا کی ہے اس میں زمانہ کی ضرورت کے مطابق مضامین بھیجنا شروع کریں تو اس کی اشاعت بہت بڑھ سکتی ہے۔ اور ہفتہ وار اخبار ہونے کے بجائے ہفتہ میں دو مرتبہ یا روزانہ اخبار بن سکتا ہے۔ وقت کی کمی اور کوتاہی کا عذر بھی معقول نہیں ہے۔ کتنے غیرتمند مسیحی جو اب خدا کے حضور میں پہونچگئے اپنا فرض منصبی بجالانے کے بعد بھی بہت کچھ کرتے رہے۔ چنانچہ ماسٹر رامچندر دہلوی۔ مولوی عبداللہ آتھم صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔ مولوی پادری احاوالدین صاحب پادری جی ایل ٹھاکرداس صاحب۔ پادری طالب الدین صاحب بی۔اے مرحوم وغیرہ نے بہت کچھ خداوند کے جلال کے لئے اپنے اور محنت کا بوجھ شوق سے اُٹھایا۔ اور اب بھی چند غیرتمند مسیحی صاحبان اپنا کار منصبی کرنے کے بعد اپنا وقت اور دل و دماغ خداوند کے جلال کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ مسٹر اکبر مسیح صاحب گورنمنٹ پلیڈر تھے۔ پر انہوں نے غیر مسیحیوں کے لئے وہ کام کیا ہے جو برسوں تک یادگار رہیگا۔ اُنھوں نے اچھی مختاری کی معقول آمدنی کو اس واسطے ترک کر دیا۔ اور جج میں مترجمی کا کام اختیار کیا۔ تاکہ اپنے ہموطنوں کے لئے ایسی کتابیں لکھ سکیں جن سے صداقت کا اظہار ہو۔ اور باطل اعتراضوں کی تردید ہو۔ تو کیا ہمارے مسیحی بھائی اگر ہر ماہ ایک مضمون نورافشاں کے لئے بھیج دیا کریں تو بہت دشواری اور دقت ہوگی؟ میں اپنے ولایتی مشنری صاحبان سے بھی باادب التماس کرتا ہوں کہ آپ کیوں اس طرف توجہ نہیں کرتے کہ نورافشاں کو اپنے عالی دماغ اور قابلیت سے زیادہ بہتر اخبار بنا دیں۔ کیا آپ زمانہ کی ضرورت سے واقف

نہیں ہیں۔ اور آپ کو اب تک معلوم نہیں کہ اخبار ہی اس زمانہ میں وہ ذریعہ ہیں جن سے ملک کے مسیحی اور غیر مسیحی جوانوں کے خیالات کو تبدیل کر سکتے ہیں اور کیا آپ اس سے واقف نہیں ہیں کہ اخباروں ہی کے وسیلہ سے آج ہندوستان کی کایا پلٹ ہو گئی ہے ضرور آپ اس سے واقف ہیں پس آپ کیوں ایسے موقعہ سے درگذر کر رہے ہیں۔ اردو لکھنا پڑھنا بہت مشکل کام نہیں ہے۔ اور اگر سلیقہ ہو جبکہ تو آپ جب اس ملک میں کام کرنے کے لئے آئے ہیں تو کیوں تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر اس کام سے بہرہ نہیں کرتے ہیں۔

اور اگر آپ اس کام میں حصہ لینے لگیں تو ہماری ملکی نزہت کو بہت کچھ رفع کر سکیں گے اور نور افشاں کے وسیلہ بہت سا مسیحی لٹریچر قابل وقعت تحریر کر سکیں گے اور خدا کی بادشاہت کے ترقی دینے میں مسیحیوں اور خصوصاً غیر مسیحیوں کو فائدہ پہونچا سکیں گے۔ بعض عمر رسیدہ مشنری صاحبان اگر انگریزی میں نور افشاں کے لئے ماہ بماہ ایک مضمون بھیج دیا کریں تو بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ اور ہمارے ایڈیٹر صاحب اس کا اردو میں ترجمہ کر کے چھاپ دیا کرینگے۔ اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو لائق مسیحیوں کو تحریک دیجئے ورنہ ہے کا ہے خطوط بھی لکھا کیجئے۔ اور آپ کی اس تحریک سے بھی نور افشاں کے لئے چند مضامین آ جایا کرینگے۔ اوڈیٹر کی اس درخواست پر کہ نور افشاں کے لئے مضمون بھیجئے نقار خانہ میں طوطی کی آواز سے زیادہ وقعت نہیں ہوئی۔ اے خدا ہمارے دعا سن اور مسیحی بھائیوں کو اس اعلیٰ خدمت اور وقت کے لحاظ سے اس ضروری خدمت کے انجام دینے کے لئے جوش و غیرت عطا فرما۔ آمین۔

راقم ـ جے مکلین ـ پاسٹر۔
مین پوری چرچ

انسپین بھارتی سین

باوا آئے گھنٹا باجے

کرتان کوٹ وضعدار جو پرتاتا ناصری ناتھ کا کہ انہوں نے اپنی اپدیش کرپا اور پالو گرہ سے ہمارے پرم پریئے و مانیہ انسپین منسٹس کو پورن آرڈگیتا پر دان کی اور ان کو مشنری ڈیوٹی کے لئے سپرد کر دیا اور پھر انسپین بھارتی سین کے لیکھ سوبل ور شیہ کا درشن کرایا۔ گرو مہاراج کی مہا اولیلا کیسی اپرمپار ہے۔ کہ بھارتی منتلاشی جیسے ادھر اوگہیہ کے اور آپ سین نے انسپین میں ایسی شیر دھاگی لگی ٹھوک دی کہ باوا جی نے آکر گھنٹا بجا دیا اور پردہ اٹھا دیا۔

"آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا"

پرنتو سے مہاراج سیوک کا درشن اپرادھ چھما۔ اب شنکا ہے تو یہی ہے کہ باوا جی کی گھنٹی تو بج گئی اور پردہ بھی اُٹھ گیا پر ایسا نہ ہو کہ گھنٹی بجی کی بجی رہ جاوے اور پردہ اٹھا کا اٹھا ہی رہ جاوے۔ اور باوا جی ہی باوا جی رہ جائیں اور باوا جی الوپ ہو جائیں اور رنگ و بھیٹی کا مہاتم یکھچہ روپی ہی رہ جاوے۔ اتنا سین تو آپ اس ڈرامہ کے پرتھم ہی میں ڈنکے کی چوٹ پر دکھا چکے تھے۔ کہ آپ نقاب اتھار سٹیج پر کھڑے ہو گئے تھے۔ پرنتو ہمیں یہ خبر نہیں تھی کہ آپ کے ایکٹرس کی کفنی کا کلوری رنگ کوٹ پتلون ٹائی۔ کالر۔ بوٹ۔ ہیٹ کی چمک دمک کے سامنے پھیکا اور مدہم دکھائی دے گا اور آپ کے ایکٹرس ہشتمان۔ آدھی دھوتی سچیل مالا سنگھ و سن پالکی اور چھتری کی کمی دیکھ کر ڈر اپ سین ہی کر دینگے۔ آپ کے ایکٹروں کا ڈرامہ نرالا ہے۔ کہ سٹیج پر آگے سوجھی۔ ہمارے مانیہ بھارتی منسٹر جی یہ تو سُن جاتے ہی ہونگے کہ جب ناچنے کو ہی کھڑی ہو گئیں تو گھونگھٹ کیسا اور بھلا اپنوں سے بچے کیا پرنتو اب آشا ہے کہ پرگتیا کر نشانا اٹھنے چھیڑنے پر تو بھارتی جی انسپین سین کے درشیہ پر نکشہ دکھائی دینگے کیونکہ آپ کا تو یہ کتھن ہے کہ ملک چھیڑے سے ملتے ہیں

ملاے جس کا جی چاہے "اس پر ہمارا نوٹ ہے"

مثال تار تنبورہ علیحدہ سب سے رہتے ہیں
تنک موڑے سے ملتے میں ملا لے جس کا جی چاہے
نہ مغربوں سے ملتے ہیں نہ مشرقیوں سے کھنچتے ہیں
ملانے والا تو ہر وہ ملائے جس کا جی چاہے
پپیہا کی طرح کھونٹی میں ہم بھی کھنچے لگے ہیں
ذرا مرنے سے ملتے ہیں ملا لے جس کا جی چاہے

بھارتی درسنا بھلاشی

صلیبی حکم

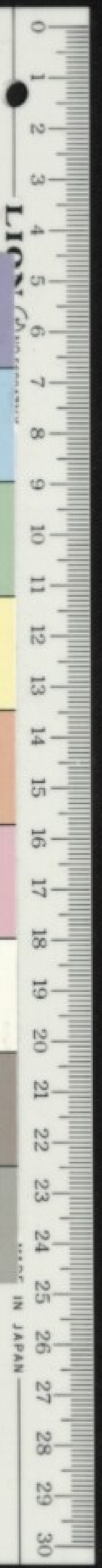
متی ۱۱: ۲۸

اے محنت اُٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو سب میرے پاس آؤ۔ میں تمہیں آرام دونگا۔

مرقس ۱۶: ۱۵

اور اُس نے اُن سے کہا کہ تم تمام دنیا میں جاکر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔

آج کل بڑے زور شور سے بشارتی مہم کی تیاریاں ہندوستان بھر میں ہو رہی ہیں اور خصوصاً شمالی ہندوستان میں ماہ فروری سنہ رواں کا آخری ہفتہ اس بڑے اہم اور ضروری کام کے لئے مخصوص ہے جس میں ہر ایک مسیحی کا فرض ہے کہ وہ کوشاں ہو کہ اس مہم میں حصہ لیوے۔ اور مسیح کے پاس دوسروں کو لانے میں پورے



زور اور دلی خواہش کیساتھ شریک ہو۔ چونکہ روحوں کو (غیر مسیحی) مسیح کے پاس اور صلیبی جھنڈے کے نیچے لانا ہر ایک مسیحی کا ہی کام ہے۔ جس نے کہ صلیبی جھنڈے کے نیچے آکر پناہ لی ہے۔

متذکرہ بالا پیراگراف کو پڑھ کر ممکن ہے کہ کسی کے دل میں یہ خیال سماوے کہ کیوں لازمی امر ہے۔ کہ ہر ایک مسیحی اس کام میں حصہ لیوے۔ جبکہ اس کام کے واسطے چیدہ چیدہ اور مقررہ اشخاص ہیں اور کہ نیز کلیسیاء کا ہر ایک ممبر ایک ہی قسم کا کام نہیں کرتا ہو اس واسطے یہ کہنا کہ ہر ایک مسیحی حصہ لیوے محض فضول ولغویات ہے؟

لیکن ناظرین اخبار ہذا بندہ بہ ادب ملتمس ہے کہ مسیح کی صلیب کی طرف نظر اٹھایئے اور ان دو آیات پر جو کہ مضمون کی پیشانی پر لکھی گئی ہیں غور کیجئے۔ تو اُمید ہے ضرور اُن صاحبان کے دل سے جن کے دلوں پر کیوں کا سوال موجزن ہے بھاگ جائیگا۔

مسیح کی صلیب سے دو قسم کے حکم نکلتے ہیں جن میں پہلا بطور بلاہٹ اور دوسرا بطور حکم اور فرض کے ہے

کسی نے کہا ہے کہ جب خداوند مسیح آسمان پر جانے کو تھے۔ تو شاگردوں میں سے کسی نے سوال کیا کہ اے خداوند آسمان کی بادشاہت کو پھیلانے کا کام کون کرے گا۔ تو خداوند نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ کام تمہارے ہی سپرد ہے۔ اب جائے غور ہے کہ آیا لفظ تم میں وہی حواری شامل ہیں یا کہ کوئی اور بھی۔ نہیں میرے عزیز بھائیو۔ لفظ تم میں تمام مسیحی خواہ اُس وقت کے خواہ اس موجودہ وقت کے۔ خواہ آئیندہ زمانوں کے مفہوم ہیں۔ اور لفظ تم مجھ۔ آپ پادری۔ مناد۔ مشنری۔ اُستاد۔ عورت۔ مرد۔ بوڑھے اور جوان سب پر عاید ہو سکتا ہے۔ اس واسطے ضرور ہے کہ ہر ایک شخص کلیسیا اس کام میں حصہ لیوے۔

شکر ہزار ہا ہزار شکر خداوند تعالیٰ کا ہو جس نے اول تو ہم درماندگان کو مسیح میں اپنی صلیب کی طفیل اپنے پاس بلایا اور قبول کیا۔ اور دوئم اس اعلےٰ خدمت کے واسطے بھی جو اُس نے ہم کو امانتدار سمجھ کر ہمارے سپرد کی۔

مسیح کی صلیب سب کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور پھر نہ صرف کھینچ کر یہ کہتی کہ ٹھہرے رہو۔ بلکہ سب کو باہر دھکیلتی ہے (جیسا کہ کرتی ہے) اور کہتی ہے کہ وہ اطمینان تسلی اور نجات کی خوشخبری جو تم نے حاصل کی ہے اوروں تک پہونچانے کی کوشش کرو۔ اور اگر یہ کام ہم خوشی سے کرتے ہیں تو اجر ہے اور اگر نہیں کرتے تو جواب دہ ہیں کیونکہ مسیحی ہونے کی حیثیت میں ہر مسیحی پر یہ آخری صلیبی حکم بطور فرض کے ہے جس کی بازپرس ہر ایک ہی سے ہوگی۔

میں ایک مثال دیکر یہ فرض آپ پر پورے طور سے واضح کرنا چاہتا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ ضرور اس کی تائید میں اپنی زبان کو ہاں کہنے کی اجازت دینگے۔

فرض کرو کہ ایک شخص کسی مہلک مرض میں بہت دیر تک مبتلا رہ کر آخر کار ایک ایسے حکیم حاذق کے پاس پہونچایا جاتا ہے کہ جس سے اُس کو پوری پوری صحت نصیب ہوتی ہے۔ اب وہ اس صحت کے واسطے بہت ہی خوش ہے۔ اپنے میں پھولا نہیں سماتا۔ اب اس کے بدن پر کوئی بیماری کا داغ نہیں۔ اور اس کے چہرے سے کوئی غم کا نشاں عیاں نہیں۔ گویا کہ پوری پوری صحت اور اطمینان کی حالت میں ہے کسی ضروری کام کے واسطے وہ کہیں دور جگہ میں جاتا ہے وہاں پہونچ کر بالکل اسی بیماری میں مبتلا مریض پاتا ہے جس میں کہ وہ خود رہ چکا تھا۔ اب آپ کے خیال میں کیا اُس کو ضرورت ہے کہ کسی کی طرف اکسایا جاے کوئی اُس کی چاپلوسی کرے کہ وہ اپنی صحت کا ذکر کرے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ مرد خود جس نے کہ خود ایسی مہلک بیماری سے شفا پائی ہے۔ بغیر کسی کے کہنے کے خود ہی بول اٹھیگا۔ او بھائی ا فلاں حکیم کے پاس جاؤ۔ وہاں سے پوری پوری صحت ملیگی۔ اور اس کے ثبوت میں اور اس کو یقین دلانے کی خاطر اپنی شہادت کو پیش کریگا۔ اور کہیگا کہ میں خود اس مرض میں مبتلا تھا۔ اور اب اچھا ہوں بموجب اس جنم کے اندھے کے کہنے کے (کہ میں اندھا تھا اب بینا ہوں)

میرے بھائیو۔ بالکل ہر ایک مسیحی کا حال بھی ایسا ہی ہے جبکہ ہر ایک مسیحی نے گناہوں کی معافی اور مسیح کی نجات بخش قدرت کو حاصل کیا ہے اور یقین موثر ہو چکا ہے۔ اور اس زندگی کو جس کا وعدے اور وعدہ ہمارے خداوند نے کیا ہے حاصل کیا ہے تو کون سی بات ہے جو ہمارے منہ کے سامنے ہاتھ رکھتی ہے کہ اپنے چنگا ہونے کی شہادت نہ دیویں کیا کسی مشنری پادری اور مناد کی ضرورت ہے کہ وہ ہر ایک کو اکساوے۔ نہیں بلکہ خود اس صحت یابی سے مجبور ہو دیں۔ اور بولیں جس طرح سے کہ وہ شخص مجبور ہوا کہ ضرور اپنی صحت یابی کا ذکر اوروں کو فایدہ پہنچانے کی خاطر کرے۔

بائیبل میں علاوہ ان دو حکموں کے اور بہت سی آیات بھی ہم کو سکھلاتی ہیں کہ ہم مسیحی اپنے چنگا ہونے کی گواہی گناہ کے مریضوں کے سامنے دیویں۔ اور اُن کو بتلادیں کہ کسی دوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں۔ کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلے سے ہم نجات پا سکیں میں کئی ایک آیات اور بھی ناظرین کرنے کو تیار ہوں لیکن اس خیال سے کہ مضمون تھوڑی سی جگہ گھیرے اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور منت کرتا ہوں کہ آپ

تھوڑے لکھے کو بہت ہی جانیں۔

نہ صرف حکم ہی حکم۔ بلکہ خدا نے عجیب وعدے اور انعام اس کام کو کرنے والوں کو دیئے ہیں جن میں سے ایک وہ یہ ناظرین ہے۔

(کیا ہی خوشنما ہیں اُن کے قدم جو کہ پہاڑوں پر خوشخبری کو لے جاتے ہیں۔)

دیکھئے صاحب وہ اشخاص کیسے ہی خوشنما۔ خوبصورت اور خدا کے پیارے ہوں گے جن کے قدم ہی اس مبارک کام کیخاطر خوشنما گنے گئے ہیں

امید ہے کہ اخیر میں بندہ کا یہ التماس کرنا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا (کہ کوئی صاحب یہ چند الفاظ پڑھ کر یہ خیال نہ کرے کہ صرف تبشارتی مہم کیخاطر ہی یہ صلیبی حکم ہے۔ بلکہ عرض ہے کہ ہر وقت اور موقعہ کے واسطے ہے۔

ازقلم خاکسار۔ وریام مسیح۔ بائبل ٹیچر۔
مشن ہائی سکول۔ راولپنڈی

اعظم گڈھ ویسلین مشن اسکول کا سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۶ جنوری کو اعظم گڈھ متصل کچہری جلسہ اسکول قرار پایا۔ چونکہ یہ کھیل کا میدان بڑا وسیع اور خوشنما جگہ بوجہ سرکاری مکانات اور ہر چار طرف سڑک ہونے سے نہایت رونق افروز ہے۔ لہذا امر جب بہدایت چیرمین جے۔ ایچ۔ ایلن صاحب کے اسکول سٹاف میدان مذکور کے آراستہ کرنے میں نہایت دلچسپی لیا مثلاً ہر چار طرف بانس کے کھمبے لگانا اور محراب نما دروازہ معہ پھول پتیوں کے آراستہ کرنا اور تین چھوٹے شامیانوں کا قطار سے استادہ کرنا بینچ اور کرسیوں کا مہیا کرنا۔ غرضیکہ کل کارروائی ایک نئے باغیچہ کی مثل ہو رہا تھا۔ میدان مذکور کا نظارہ دیکھنے کے قابل تھا گویا قطعہ گلشن تھا اور درختوں کے ہونے سے اور بھی رنگت و بہار دکھلا رہے تھے۔ بلبلیں (مددگاران) خوب چہچہے اُڑا رہے تھے۔ اور نغمہ سرائی کرتے ہوئے کھیل کے بڑے شائق ہو رہے تھے۔ مسٹر پی۔ ایل عاجز صاحب ہیڈ ماسٹر اور مسٹر جی۔ این ورما صاحب مہمانوں کے استقبال و خیر مقدم کے لئے ٹھہرائے گئے۔ تاکہ نشست گاہ تک لوگوں کی قاعدہ سے صف آرائی کریں۔ شہر کے روسا وامرا۔ وکیل۔ مختار۔ حکام۔ ڈاکٹر و یوروپین صاحبان معہ لیڈیز بالوگوں کے شریک جلسہ ہوئے۔

چیرمین صاحب و پادری ٹی بی کارن صاحب میدان میں لڑکوں کے ساتھ کھیل میں مشغول ہوگئے پادری کارن صاحب اسٹارٹر کھیل اپنا کام بندوق سے لیا کرتے تھے۔ جب صاحب موصوف کی بندوق کی آواز سُنتے۔ لڑکے بازی جیتنے کی خواہش سے فوراً دوڑ پڑتے تھے۔ یا اور کھیل میں مشغول ہو جاتے تھے۔ انواع اقسام کے کھیل کئے گئے جیتنے والوں کے لئے انعام اوّل اور دوئم درجہ کے رکھے گئے تھے ایک بجے سب لڑکوں کو کلاس کلاس صف آرائی سے مسٹر شہدیو رائے ماسٹر نے بدست خود مٹھائی تقسیم کیا آپ نے اپنے فرائض بڑی وفاداری سے انجام دیئے۔ دو بجے پھر بھی کھیل شروع ہوا اور چار بجے تک ہوتا رہا۔ مسز جے۔ ایچ۔ ایلن صاحب نے ٹی پارٹی کا بندوبست یوروپین اور ہند کے عیسائیوں کے لئے اوّل شامیانہ میں کر رکھا تھا۔

مسز موصوف مہمان نوازی میں بڑی سرگرمی اور خوش اسلوبی سے مصروف تھیں۔ غیر مسیحیوں کے لئے دوسرے شامیانہ میں مسٹر شہدیو رائے لوگوں کی تواضع و تکریم میں اپنے دلی اظہار مسرت دکھلا رہے تھے۔ غرضیکہ تمام کارروائی منتظمان اسکول سٹاف و نیز کلاس کپتانوں نے بڑی سرگرمی اور خوش اسلوبی سے انجام کیا۔ پانچ بجے کے قریب جناب کلکٹر صاحب کی میم صاحب کے دست مبارک سے بازی جیتنے والوں کو انعام تقسیم کیا گیا۔ بعد ازاں شہر کے روسا و امرا کے نام سے ہپ ہپ ہرّے کا نعرہ بلند ہو کر جلسہ برخاست ہوا۔ امسال کارروائی اسکول ہذا زیر نگرانی چیرمین صاحب اور ہیڈ ماسٹر صاحب کے حسن انتظام سے انگریزی کے شائقین درج رجسٹر ہو جاتے ہیں۔ اور صاحب موصوف ہائی کلاس میں علم سائنس کی تعلیم بھی دیا کرتے ہیں۔ اور بائبل کی تعلیم ہر کلاس میں دیجاتی ہے۔ روحانی تخم اُن کے دلوں میں بویا جاتا ہے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔ کہ خدا باپ اور برّہ کی بزرگی ہو۔

راقم۔ ڈبلیو۔ پرتھوی لعل از محمد آباد گوہنہ
ضلع اعظم گڈھ

آئی۔ ڈی۔ ایف ٹرچناپلی

کیسا نازک زمانہ ہے کہ ہر ایک اشیا گراں ہے۔ کیا اس گرانی کی وجہ کس صاحبان کو معلوم نہیں۔ ضرور معلوم ہے۔ کیا آپ آمدہ مصیبت کے دفع کرنے کی کوشش نہیں کر سکتے۔ بیشک کر سکتے ہو۔ اگر ملک و گورنمنٹ کے خیر خواہ ہو تو جان و مال سے جان نثاری و وفاداری کا پورا

پورا ثبوت دیجئے۔ تو کیا معنی بعد از فتح ارزانی نہ ہو۔ کیا ہمارے دل میں ملک کی محبت نہیں۔ وہ کون شخص ہے کہ جس کے دل میں اپنے ملک و مالک کی محبت نہ ہو۔ پس یہی موقع ہے کہ ملک و گورنمنٹ کو اپنی وفاداری کا ثبوت دے کر سرخروئی حاصل کریں۔ آئی۔ ڈی۔ ایف میں اکثر ایسے لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے عیش و عشرت کو بالائے طاق رکھ کر مصیبت کا پہاڑ سر پر رکھ لیا۔ یہ کیوں صرف اپنے ملک کی ہمدردی و اظہار محبت کا نتیجہ ہے۔ بیرسٹر ڈپٹی کلکٹر و ایم۔ اے و بی۔ اے و متمول وغیرہ آئی۔ ڈی۔ ایف میں شریک ہو کر مانند سپاہیوں کے رہتے ہیں کونسی صدا نے ایسے حضرات کو جو آرام کی نیند میں سوتے تھے بے چین و مضطرب کر دیا۔ وہ ایک ہی ہے۔ یعنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ و محبت ملک۔ موجودہ جنگ میں ہندوستان اپنے لخت جگر نونہالوں کا خون بہا کر گورنمنٹ برطانیہ کو اپنی وفاداری کا پورا ثبوت دے رہا ہے کہ جس کا ثبوت تختۂ تاریخ پر تا قیام باقی رہیگا۔ بالخصوص عالی متعالی سرکار عالی مظلہ العالی نظام دکن سے ظاہری و باطنی جانی و مالی امداد گورنمنٹ عظمہ کو دی جاتی ہے۔ وہ حقیقتہً صفحۂ تاریخ پر آب زر سے لکھا رہیگا۔

حقیقتہً جب تک محبت ملک و قوم کی روح ہر ایک بچہ بچہ کے دل میں نہ پھونک دی جائے اور اُن کے کانوں میں یہی صدائیں نہ گونجتی ہوں تو اُس وقت تک نہ تو کوئی ہوم رول کا مستحق ہے۔ اور نہ انتظام مملکت کا مستوجب۔ پہلے ملک میں قومیت اور صلاحیت پیدا کرو۔ بعدہٗ ہوم رول لو۔ یا ملک و قوم میں محبت کی روح پھونکو بعدہٗ ہوم رول لو۔

مختصر جنگ و جدل کا زمانہ ہے۔ ملک کی حفاظت کے لئے ہر فرد بشر کو تیار رہنا چاہیئے۔ خدا کا شکر ہے کہ ایسے موقع پہ انڈین کرسچین بھی آئی۔ ڈی۔ ایف میں شریک ہو کر اپنی وفاداری کا ثبوت دے رہے ہیں اس بی کمپنی میں ۳۰۵ مسیحی ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ آئندہ کثرت بکثرت آئی۔ ڈی۔ ایف میں شریک ہوتے رہیں گے۔

اس میں شک نہیں کہ موجودہ جنگ خداوند مسیح کے قبل ظہور ثانی کے نشانات میں سے ایک یہ بھی علامت ہے کچھ تعجب نہیں ہے کہ خداوند یسوع مسیح جاہ و جلال کے ساتھ ظاہر ہو کہ جس سے تمام بنی نوع انسان خصوصاً منتظرین کی آنکھیں دیکھ کر ٹھنڈی ہوں۔ لہذا خواب غفلت سے بیدار ہو کر ہوشیار رہنا چاہیئے۔ تاکہ خدا باپ کے روبرو اُس کی تمجید کرتے ہوئے ابدی خوشی میں داخل ہوں۔ فقط

راقم:۔ عبدالحی مسیحی۔ حیدرآبادی۔

بشارتی وصاوا

ملہو ما لگنا

تاسبی کام ہے سارا خدایا تیری عظمت ہو
ہمارے کام کرنے سے مسیحا تیری خدمت ہو
حواری تیرے قدموں پر پڑے ہیں سرنگوں ہو کر
اگر نظر عنایت ہو خدایا تیری رحمت ہو۔
بشارت تیری دینے کو کمر باندھی ہے بندوں نے
مگر کمزوریوں میں اے مسیحا تیری قدرت ہو
موثر کام لوگوں کے سنا کرتے ہیں ہوتے ہیں
ہمارے ہاتھ سے شاہا کوئی ایسی کرامت ہو
ترے شاگرد پطرس نے کیا حیران دنیا کو۔
ہاں کیوں نہ آج اے روح پاک ہم پہ بھی کثرت ہو
جگا دے اُن کو جو تیرے حکم کو بھول جاتے ہیں
کہ سب اقوام میں جا کر مسیحی سب کو شہادت ہو
ترا منڈلی میں اے عیسیٰ تراہی نام روشن ہو
حسد ڈر کے بدلے شاگردوں میں شراکت ہو
مزا تیا ہونے کا تیرے یہ دن منانے کا
تبھی آتا ہے کہ مکتب میں ہر دن آدھی چھٹی ہو
دعا اللہ دی کی اس کارخیر میں یہی تو ہے۔
کہ ہر فرد بشر کو اس بشارت سے محبت ہو
راقم عمانوئیل لال بیل مشن ہائی سکول لودھیانہ۔

رسیدزر

پادری احمد شاہ	ے
دبی کمیٹی کسٹ	ے
ریڈنگ روم	ے
پادری لبھو مل	ے
مسٹر ایم۔ جے پیٹر	ے
پادری آر سیمن	ے
بابو مسیح دیال	ے
مسٹر ہنری انچاج	ے
مس جے۔ جیکب	ے
پادری یوحنا مسیح	ے
مسٹر ٹی۔ ایچ ٹامس	ے
پادری جے۔ این ہیری	ے
مسٹر کے۔ ڈی لعزرس	ے
پادری ایم۔ سی۔ پول	ے
مسٹر ایم۔ پربھ دیال	ے
ریڈنگ روم	ے
ڈاکٹر جہان خاں	ے
مس ٹون سینڈ	ے
مسٹر اے۔ جے۔ دانیل۔ ایس۔ اے۔ بیس	ے
ڈاکٹر انچاج	ے
مسٹر جے دانیل	ے

مسٹر ایمن ہنچمین ے
کیپٹن گسٹ ے
مسٹر نور محمد ے
" نصیر الدین ے
" نصیب علی ے
منیجر ریڈنگ روم ے
پادری جے۔ ایچ۔ فرائی ے
" ڈبلیو۔ الیف ہیل ے
دی جنرل سکریٹری ے
مس ای۔ ایم پورٹر ۶ے
پادری ای۔ ایم وگرم ۶ے
منیجر بک شاپ ے
مسٹر انسین۔ الیف دین ے
ڈاکٹر ابن متصیاس ے
دی کیرٹیکر ے
سردار لعل سنگھ ے
ایچ۔ پاسن بائی ے
مسٹر پی۔ ایس۔ سمارٹ ے
پرنسپل گارڈن کالج ے
پادری سیلاس پال ے
مسٹر کلون سنگھ ے
مس۔ ایم۔ ویٹ ے
مسٹر ایس مسیح ے
پادری جے۔ جی۔ گراگوری ے
" جھتا لعل باجھائی ے
مسٹر پی سموئیل بی۔ اے ے
" جے مارشل ے
پادری بھیکاری لعل ے
مسٹر جان جوہوڈ گوپال عنہ
مسٹر سوہن لعل ے

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۹۰۹ء

تسلی بخش انتظام

حرفتی کارخانہ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کرانے اور بکلی بنانیکی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۶ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے فیس خرچ خوراک ماہواری فی طالبعلم للعہ فیس جماعت ماہواری فی طالبعلم ۸/۱ سرکاری خرچ متفرقات قیمت کتب و سٹیشنری علاوہ دستہ ہائی نے طالب علم ہائے مصول تعلیم مشن سکولوں میں حاضر ہوتے ہیں سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی وغیرہ مناسب قیمت پر تیار رہتا ہے۔ علاوہ ازیں جن بکس کو دکو۔ نس کیریم وغیرہ بھی تیار ہو سکتے ہیں۔ کرو کو دل فی عہ سے عہ تک جن و اٹسا ۱ عہ سے مال مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے۔ اس کے متعلق وسیع اور ہوا دار بورڈنگ ہوس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے خوش وضع حوض۔ عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ مزید برین سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلےٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا نیچے کے پتہ پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر۔ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔

باغِ دل

ایڈیٹر حسن محمد اسمٰعیل صاحب

چندہ سالانہ رنگ یا زبارہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو عہ ہو گا فی کاپی ۳ر المشتہر۔ ای۔ ایم ویری ڈس وی منیجر لودیانہ

کرسچن بک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اردو اور پنجابی زبانوں میں امریکن ٹرکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لندن فارن سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوتی ہے۔ فہرست کتب کے لئے درخواست بھیجو۔ منیجر پادری ای۔ ایم ویری صاحب لودیانہ۔ پنجاب

مخزنِ مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو بزبان انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں کرسچن انڈیا کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں۔ چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۱۲ر سے لیکر عہ تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی تحریر سوا یو پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک ۔ ۔ ۔ عہ
ہندوستان و پنجاب سے معہ " ۔ ۔ ۔ ے
غیر ممالک سے " ۔ ۔ ۔ ۱۲ ے

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائے گی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا ۸/۱ حصہ	۸ے	ے	لعہ
چوتھائی کالم	ے	لعہ	عہ
نصف کالم	لعہ	عہ	صہ
پورا کالم	عہ	صہ	سہ
پورا صفحہ	صہ	صعہ	ماصہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۳ر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائے گا۔

نوٹ:۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام وائل براور چھپا